13331 ـ زنا کے نتیجہ میں ہونے والے حمل کا اسقاط

سوال

اگرعورت زنا کرلے توکیا اس کے لیے حمل ساقط کروانا جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

فقہاء کرام کی عمومی طور پر اسقاط حمل اوراس کے حکم اوراس سے پیدا ہونے والے مسائل میں بہت ساری جھود و اجتھادات پائے جاتےہیں ، لیکن انہوں نےغیرشرعی حمل میں تفاصیل کا اہتمام نہیں کیا ۔

اورہوسکتا ہے انہوں نے اسے نکاح صحیح سے ہونے والے حمل کے اسقاط کے تابع اوراس میں شریک ہی سمجھا ہو ، تواگر نکاح صحیح سے ہونے والے حمل کا اسقاط عمومی حالت میں حرام ہے توغیرشرعی طریقے سے ہونے والےحمل کی حرمت توبالاولی زیادہ اورشدید ہوگی ۔

اس لیے کہ غیرشرعی طریقے سے ہونے والے حمل کے اسقاط کومباح کرنے سے فحاشی اوررذیل کام کرنے کی تشجیع ہوگی اوراس کا راستہ کھلے گا ، اورشریعت اسلامیہ کے قواعد میں یہ شامل ہے کہ اسلام ہراس وسیلہ اورسبب کوبھی حرام کرتا ہے جوفحاشی اورگناہ کا باعث ہو مثلا بے پردگی اور مرد وعورت کا آپس میں اختلاط و میل جول وغیرہ ۔

اوراس پر مستزاد یہ کہ ایک ایسے پیدا ہونے والے بے گناہ بچے کوکسی دوسرے کے گناہ پر ذبح نہیں کیا جائے گا ۔

اورپھر اللہ سبحانہ وتعالی کا بھی فرمان ہے :

کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا الاسراء (15) ۔

اوریہ بھی معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نےغامدی قبیلہ کی زنا سے حاملہ عورت کوواپس کردیا تھا کہ وہ ولادت کے بعد آئے اورجب وہ ولادت کے بعد آئي تونبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے پھر دوبارہ واپس کردیا کہ اس بچے کودودھ پلاؤ حتی کہ یہ کھانے پینے کے قابل ہوجائے اوردودھ چھوڑ دے ۔

جب وہ تیسری مرتبہ آئي توبچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا لھذا اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کوایک صحابی کے سپرد کردیا اورپھر اسے رجم کا حکم دیا گیا تواس کے سینہ تک ایک گڑھا کھود کر لوگوں اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی اس حدیث کے بارہ میں کہتے ہیں :

حاملہ عورت کووضع حمل سے قبل سنگسار نہیں کیا جائے گا چاہے وہ حمل زنا کا ہو یا زنا کے بغیر ۔ اسی پر علماء کا اتفاق ہے تا کہ اس کا بچہ قتل نہ ہو ، اوراسی طرح اگر اس کی حد کوڑے ہیں توحمل کی حالت میں بھی اسےبالاجماع وضع حمل سے قبل کوڑے نہیں لگائے جائيں گے ۔

دیکھیں صحیح مسلم شرح نووی (11 / 202) ۔

اس واقعہ سے ہمیں شریعت اسلامیہ کا بچے کے بارہ میں اہتمام ظاہر ہوتا ہے اگرچہ وہ بچہ زنا سے ہی کیوں نہ ہو ، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کی حفاظت کے لیے اس کی ماں سے حد کو مؤخر کردیا تا کہ بچے کی زندگی کو خطرہ نہ پیدا ہو ۔

توکیا اس کے بعد بھی یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ شارع لوگوں کی خواہشات و شھوات اورغلط رغبات کوپورا کرنے کے لیے اسقاط حمل کے ساتھ بچوں کے قتل کوجائز قرار دے سکتا ہے ؟

اس پر ہم یہ اضافہ کرتے جائيں کہ جن لوگوں نے صحیح نکاح کی حالت میں ہونے والے حمل کے پہلے چالیس روز کے اندر اندر حمل کے اسقاط کی اجازت دی ہے انہوں نے مشروع رخصت کولیتے ہوئے اس پر اجتھاد کیا ہے مثلا رمضان المبارک میں شرعی عذر والے کورخصت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے ، اوراسی طرح مسافر کے لیے رخصت ہے کہ وہ چار رکعتی نماز کوقصر کرے ۔

لیکن یہ بات توشریعت میں مقرر شدہ ہے کہ معاصی اورگناہ کے لیے رخصتوں کا سہارا نہیں لیا جاسکتا ۔

امام قرافی رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے :

معاصی اورگناہ رخصتوں کے لیے سبب نہیں بن سکتیں ، اسی لیے گناہ کرنے کے لیے جانے والا مسافر نماز قصر نہیں کرے گا اورنہ ہی وہ روزہ افطار کرے گا اس لیے کہ اس صورت میں سبب معصیت ہے لھذا رخصت پر عمل کرنا مناسب نہیں ۔

کیونکہ مکلف کواس کی رخصت دینا اس معصیت کی زیادتي اورتکثیر کا باعث بنے گی اوراس میں وسعت کی کوشش ہے ۔ الفروق (2 / 33) ۔

تواس طرح شریعت اسلامیہ کے قواعد زنا سے حاملہ عورت کو وہی رخصت نہیں دیتے جوکہ نکاح صحیح سے حاملہ عورت کوملتی ہیں تا کہ وہ اس معصیت اورگناہ پر معاون و ممد ثابت نہ ہو ، اورنہ ہی اس شنیع اور قبیح کام سےخلاصی حاصل کرنے کے راستے ہی آسان کرتی ہے ۔

اس حالت میں بچہ والدین کی ولایت بھی کھو بیٹھے گا اوراس کا کوئی ولی نہیں اس لیے کہ شریعت میں والد کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس کا عورت کے ساتھ صحیح اورشرعی نکاح ہونےکی بنا پر بچہ پیدا ہو اورنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا بھی یہی معنی ہے :

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(بچہ بستر والے کے لیے ہے اورزانی کے لیے پتھر ہیں) صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔

تواس حالت میں اس بچے کا ولی حکمران ہوگا کیونکہ جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی حکمران ہوتا ہے ، اورحکمران کا تصرف مصلحت کے ساتھ منسلق ہے ، والدہ کی مصلحت کی حفاظت کی بنا پر بچے کی روح کوختم کرنے میں کوئی بھی مصلحت نہیں پائي جاتی ، اس لیے کہ اس میں اس قبیح اورشنیع فعل کرنے والی عورت کواس فعل کے کرنے پر ابھارنا ہے جوکہ صحیح نہیں ۔

اورزانی عورت جوکہ اس قبیح اورشنیع فعل کی مرتکب ہوئي ہے اس کا اسقاط حمل اس وقت کروانا ممکن ہے جب وہ صحیح اورسچی توبہ کرنے کا ارادہ کرے اوراسے بہت ہی شدید قسم کا خوف ہو جوکہ شریعت اسلامیہ کا ایک بہت ہی سنہرا اصول اورقاعدہ ہے ۔